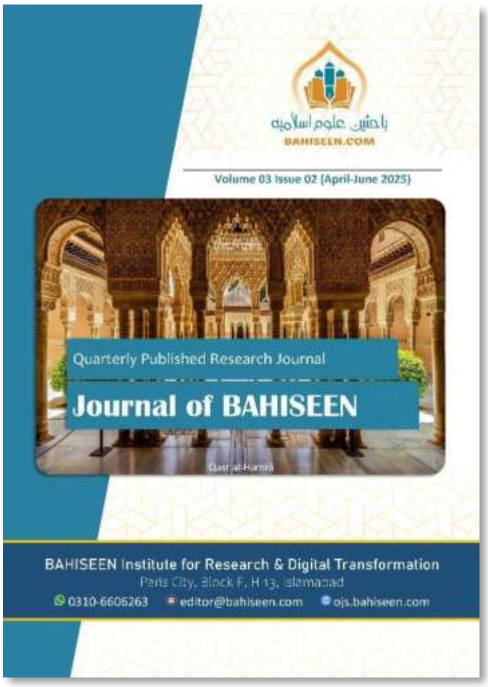

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 03, Issue 03,
July -September 2025
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2025
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation, Islamabad

سوشل میڈیا کے مفید استعمال کی تعلیم وتربیت میں ریاستی ذمہ داریوں کا قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of the State's Responsibilities in Educating and Training for the Constructive Use of Social Media in the Light of the Qur'an and Sunnah"

Dr. Hafiz Muhammad Arshad Iqbal
Assistant professor, Department of Quran & Tafseer, AIOU, Islamabad
Email: arshad.iqbal@aiou.edu.pk
Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Department of Hadith & Hadith Sciences, AIOU, Islamabad
Email: navid.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract

This research paper presents an analytical study of the responsibilities of the state in educating and training citizens for the beneficial use of social media. It explores the guidance offered by the Qur'an and the Sunnah in this regard. The article examines relevant Qur'anic verses and Prophetic traditions that establish the foundations of collective responsibility and the duty of rulers to oversee public affairs—particularly in the domains of education, media, and moral training.

In Islamic teachings, it is the responsibility of the state to ensure an environment in which the use of media and social media serves the public interest. The state is required to formulate appropriate regulations regarding content, provide educational and training programs that guide users toward thoughtful and constructive use, and collaborate with religious and educational institutions to promote ethical and value-based awareness in this field.

This paper aims to highlight, in the light of the Qur'an and Sunnah, the areas in which the state is best positioned to act and holds the authority to implement necessary measures. Therefore, the state must develop media policies that are in harmony with Islamic teachings and contribute effectively to the fields of education and training. Such policies should maintain a balance between freedom of expression and the preservation of Islamic moral and ethical values. Accordingly, this article provides a detailed commentary guided by the Qur'an and Sunnah on all these matters and emphasizes the vital role of the state in shaping a morally conscious and socially responsible digital environment.

Keywords: State's Responsibilities, Educating and Training, Social Media, Constructive Use, Qur'an and Sunnah

تمہید

سماجی رابطوں کے ذرائع آج کے دور میں افراد اور معاشروں کی زندگی کا لازمی حصہ بن چکے ہیں، اور ان کا اثر صرف سماجی اور ثقافتی پہلوؤں تک محدود نہیں رہا بلکہ مذہبی اور تبلیغی میدانوں تک بھی پہنچ چکا ہے۔ ان وسائل کا شعوری اور منظم استعمال اسلامی اقدار کے پھیلاؤ، دینی تعلیم کی ترویج، اور مسلمانوں کے درمیان روحانی روابط کو مضبوط کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ سماجی رابطے کے ذرائع الیکٹرانک پلیٹ فارمز ہیں جو افراد کے درمیان بات چیت کو آسان بناتے ہیں، اور معلومات، آراء اور خبروں کے تبادلے کی سہولت تیز اور مؤثر طریقے سے فراہم کرتے ہیں، جیسے: فیس بک، ٹویٹر، انسٹاگرام، یوٹیوب، اور ٹیلی گرام۔ سوشل میڈیا کے ایک پہلو سے اگرچہ نقصانات بھی ہیں لیکن سوشل میڈیا کے فوائد سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اگر سوشل میڈیا کو جدید اسلوب و منہج کے مطابق استعمال کیا جائے تو زندگی کے ہر شعبے میں اس کو کارآمد بنایا جاسکتا ہے۔ دراصل یہ ریاستی اداروں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ سوشل میڈیا کے استعمال کو مثبت انداز میں استعمال کرنے کے حوالے سے شہریوں کو آگاہی فراہم کرے، خصوصی طور پر تعلیم وتربیت کے میدان میں سوشل میڈیا کے مفید استعمال کی ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے۔ ذیل میں ہم چند تجاویز بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں

1. سوشل میڈیا کے بے دریغ استعمال کے بارے میں آگاہی فراہم کرنا:

سوشل میڈیا کا بے جا اور حد سے زیادہ استعمال طلباء کی تعلیمی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنتا ہے اس حوالے سے آگاہی فراہم کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے[1]۔ آزادی اظہار رائے کے پہلو میں زہر اگلنا، جھوٹ بولنا اور معاشرتی تقسیم کے بیج بونے کا عمل ختم کرنا، یہ اس وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ریاست اور حکومت کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ سوشل میڈیا کے بے دریغ استعمال کی روک تھام کے لیے مناسب اور ناگزیر اقدامات کرے تاکہ اس حوالے سے کہ سوشل میڈیا پر موجود غیر اخلاقی مواد کی صفائی ممکن ہو سکے اور اس کو ریاست ہی صاف کر سکتی ہے۔

2. تعلیم وتربیت میں حائل عناصر کی نشاندہی اور سدباب کے اقدامات:

ریاست کی یہ اہم ذمہ داری ہے کہ وہ سوشل میڈیا کے ذریعے سے تعلیم وتربیت میں رکاوٹ بننے والے منتشر عناصر کی بیخ کنی کے لیے مناسب اقدامات کرکے قانون سازی کرے۔ اس بات کا تجزیہ لازمی ہے کہ آزادی اظہار رائے کی آڑ میں جاری برے اعمال کے مقاصد کا پتہ چلائے اور واضح کرے کہ کون سے عوامل کس انداز سے اس بدبخت عمل کا حصہ بنے ہوئے ہیں؟ اور اس ترجیح کی بیخ کنی کے لیے ریاستی اداروں نے اب تک جو کام کیا ہے وہ بھی ظاہر ہونا چاہیے۔ ریاست پاکستان میں مختلف پولیٹیکل پارٹیوں اور قیادتوں نے اپنے پولیٹیکل مفادات کے تحفظ کے لیے سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کا بے دریغ استعمال کیا ہے۔ انتشار اور خلفشار کو فقط اپنا شیوہ بنایا ہے۔ یا سیاسی عناصر ایک مذموم ایجنڈے کے تحت اپنے پولیٹیکل مخالفین خصوصاً ریاستی اداروں اور حکومتی نمائندوں پر اثرانداز ہونے کے لیے اس کا استعمال کرتے نظر آرہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کا غیر ذمہ دارانہ استعمال ہی ملک میں فقط انتشار اور تقسیم پیدا کر رہا ہے بلکہ ایسے وقت میں جب مسلح افواج اپنی قربانیاں ادا کر رہی ہوں تو ایسی حالت میں ملک دشمن عناصر کا اپنے مفادات کو مکمل کرنے کے لیے فوج کو ٹارگٹ کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ ریاست کو غیر مستحکم کرنے کے ایجنڈے پر گامزن ہیں[2]۔

3. تعلیمی اداروں میں سوشل میڈیا کے حوالے سے تربیتی پروگرامز منعقد کرنا:

ریاست کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ تعلیمی اداروں میں سوشل میڈیا کے استعمال کی آگاہی کے حوالے سے تربیتی ورکشاپس کے انعقاد کو یقینی بنائے تاکہ نوجوان طبقہ سوشل میڈیا کو تعلیم وتربیت کے حوالے سے استعمال کرنے پر قادر ہو سکیں اور ان عناصر سے اپنے آپ کو

محفوظ کر سکے جو اس کے لئے زہر قاتل بن سکتے ہیں۔بظاہر سوشل میڈیا پر ہمیں نظر آنے والی ہر چیز اعتماد کے لائق نہیں ہے اور نہ ہی اس پہ عمل کیا جاسکتا ہے کیونکہ منتشر عناصر اور شیطانی فطرت کے لوگ جگہ جگہ پر عوام کو گمراہ کرنے کے لیے گھات لگائے بیٹھے ہیں جن کا مقصد صرف اور صرف فتنہ انگیزی اور فرقہ واریت کے ذریعے معاشرے میں عدم استحکام پھیلانا ہے۔ تعمیر وترقی اور تعلیم وتربیت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔اس لیے ریاست کی ذمہ داری ہے کہ سکول اور کالج کی سطح پر ایسے کورسز پڑھائیں جن میں اس بات کا ادراک ہو۔بچوں اور بڑوں کو یہ بات معلوم ہو کہ سوشل میڈیا کس طرح اعتماد کے قابل بنایا جاسکتا ہے۔یہ بات بھی بچوں کو بتائی جائے کہ بغیر کسی تحقیق کے نہ تو سوشل میڈیا کی ہر بات پر بھروسہ اور اعتماد کیا جائے اور نہ اسے آگے شیئر کیا جائے[3]۔ جھوٹ پھیلانے کے لیے سوشل میڈیا ایک معتبر ذریعہ ہے۔بہت ساری باتیں بلا تحقیق آگے شیئر کی جاتی ہیں کیونکہ ان باتوں پر حکومت یا کسی ذمہ دار ادارے کی گرفت نہیں ہوتی جب کہ اسلام سرے سے ہمیں جھوٹ سے منع کرتا ہے[4]۔سوشل میڈیا سراسر جھوٹ ہی نہیں بلکہ جھوٹ کو ثابت کرنے کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ ہر سنی سنائی بات کو نقل کر دینے اور تحقیق کے بغیر کسی بات کو شیئر کرنے سے سوشل میڈیا کو مزہ اتا ہے۔اسی طرح عام جھوٹی خبروں کے علاوہ،لوگوں کی غیبت کرنے، کوتاہیوں کو نوٹ کرنے یہاں تک کہ مختلف لوگوں پر بہتان تراشی اور تہمت کے لیے بھی ایک ذریعہ بن چکا ہے۔اور انسان کی فطرت یہ ہے کہ جب بھی کسی نیک آدمی کی بابت کوئی بری بات کہی جائے خواہ وہ کتنی ہی ناقابل اعتبار ہو آج کل کے لوگ خصوصاً آنکھ بند کر کے اس پر یقین کرتے ہیں اور بارہا نیک لوگوں کے سامنے اس کا تذکرہ کرتے ہیں جس کی واضح مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ ہے[5]۔جو مدنی زندگی میں خود نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں پیش آیا اور چند سادہ لوح مسلمان بھی منافقین کی اس شیئرنگ سے متاثر ہوئے۔پس بلا تحقیق مواد کے ذریعہ ابلاغ کو نفرت پھیلانے اور فرقہ واریت پیدا کرنے کے لیے بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔سوشل میڈیا یعنی سماجی رابطے کے ذرائع نے ہماری زندگیوں کو متاثر کن حد تک بدل کر رکھ دیا ہے۔

4. سوشل میڈیا پر بداخلاقی سے ممانعت (ایک ریاستی ذمہ داری):

انسان کا اعلی اخلاق سے متصف ہونا اسے انسانیت کے اعلی درجے پر فائز ہونے اور رسول ﷺ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ کا محبوب وہ ہے اور قیامت کے دن انہی کی نشست بھی آپ ﷺ قریب ہو گی جن کے اخلاق ہم میں زیادہ بہتر ہیں“[6]۔پس جو بندہ درجات کی بلندی اور جنت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت ومعیت کی خواہش رکھتا ہے اسے ہر وقت اور ہر معاملے میں پاکیزہ اخلاق سے آراستہ رہنا چاہیے اور رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس فرمان پر اچھی طرح عمل کرنا چاہیے۔

ریاست کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر موجود غیر اخلاقی مواد کی روک تھام کے لئے مناسب اقدامات کرے، تاکہ رعایا اور خصوصاً نوجوان طبقہ جہاں بھی ہو اس ناسور سے بچیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے ثابت ہے کہ آپؐ نے بداخلاقی کی روک تھام کے لیے اقدامات فرمائے ہیں۔لہذا نوجوانوں سے کہیں کہ جہاں کہیں بھی رہو اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور اگر کوئی برائی سرزد ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرلی جائے وہ نیکی اس برائی کو مٹا دیتی ہے۔اور لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آنا چاہیے کیونکہ خوش اخلاقی انسانی گفتگو کا حسن ہے۔واضح ہو کہ عوامی رابطے کے وسائل نیز سوشل میڈیا پر لوگوں کے ساتھ ربط بھی ان میں شامل ہے جہاں آدمی کے اخلاق و اطوار واضح طور پر سامنے آتے ہیں۔پس واٹس ایپ، فیس بک، یوٹیوب اور گوگل وغیرہ کا استعمال کرنے والوں کو خوب محتاط رہنا چاہیے اور سوشل میڈیا کے صارفین کو اس بات کا بخوبی دھیان رکھنا چاہیے کہ وہ ہر وقت اللہ جل جلالہ کی نگرانی میں ہیں۔باری تعالی کو ان کے تمام حالات کی

اطلاع ہے وہ انہیں دیکھ رہا ہے اور ان کے بارے میں اللہ رب العزت کو پورا پورا علم ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے" يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ "[7] (وہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور ان باتوں کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں)

پس آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو عفت وپاک دامنی سے مزین رکھے، اپنی نگاہ کو نامناسب مواد کے دیکھنے سے محفوظ رکھنا چاہیے اور اپنے اعضا وجوارح کو ناجائز چیزوں سے پاک رکھنا چاہیے۔ عفت وپاکدامنی کے سلسلے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس دعا کی تعلیم دی ہے۔

"اللہم انی اسألک الہدیٰ والتقویٰ والعفاف والغنیٰ"[8]

(اللہ میں تجھ سے ہدایت تقوی پاک دامنی اور غنا ومالداری کا سوال کرتا ہوں)

اور بندے کے کامل ایمان، مکمل سمجھ اور اس کے اخلاق کی بلندی کا تقاضہ ہے کہ وہ ان چیزوں میں دخل اندازی سے پرہیز کرے جن کا اس سے کوئی تعلق نہ ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے

"من حسن الاسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ"[9]

(آدمی کی اسلام کی خوبی میں یہ بھی ہے کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دے جو اس کے لیے بے فائدہ اور لایعنی ہو)۔

اسی طرح سوشل میڈیا پر وہی باتیں لکھی جائیں جن کو اپنے نامہ اعمال میں دیکھ کر لکھنے والے کو خوشی اور ثواب حاصل ہو۔ اسی بات کی نشاندہی رب ذوالجلال کے اس فرمان میں کی گئی ہے۔

"وَنَكۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَهُمۡ‌ؕ وَكُلَّ شَىۡءٍ اَحۡصَيۡنٰهُ فِىۡۤ اِمَامٍ مُّبِيۡنٍ "[10]

(اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں محفوظ کر لیا ہے)۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

"جتنے بھی لکھنے والے ہیں ان کی تحریریں باقی رہ جائیں گی اگرچہ ان کے ہاتھ فنا ہو جائیں گے"

پس اپنے ہاتھوں سے محض وہی چیزیں لکھو جو قیامت میں تم کو خوشی ومسرت عطا کریں۔ سوشل میڈیا کا صحیح استعمال کرنے والو غور کرو کہ آدمی جو بھی کلمہ یا گفتگو سوشل میڈیا پر نشر کرے ضروری ہے کہ شیئر کرنے سے پہلے وہ باری تعالیٰ کے اس فرمان کی روشنی میں اپنی ان پھیلائی ہوئی باتوں کا جائزہ لے کہ وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس ہی ایک طاق لگانے والا تیار ہے۔ پس جو کچھ نشر کرے اس کی سچائی کے تئیں اطمینان حاصل کرلے اور جو کچھ نقل کرے یا کہیں سے اقتباس پیش کرے تو اس کے بارے میں باریک بینی کا پورا لحاظ رکھے اور جھوٹی خبروں اور افواہوں سے بچنے کے لیے معلومات کو آئینی اور قابل اعتماد ذرائع سے حاصل کرے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سلسلے میں احتیاط برتنے کی تاکید فرمائی ہے چنانچہ آپؐ نے فرمایا

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جھوٹی سچی جو بات بھی سنے اسے بلا تحقیق دوسروں سے بیان کر دے"

رب کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمارے تمام اخلاق واطوار کو پاکیزہ بنا دے جس کی برکت سے اس کی سچی محبت اور رضامندی نصیب ہو۔

6۔ سوشل میڈیا پر غیر قانونی مواد کی روک تھام کرنا:

اس دنیا میں ترقی کا عمل تا قیامت جاری رہے گا ہر نئی صبح جب طلوع ہوتی ہے تو اپنی روشنی میں ترقی کا ایک نیا پیغام لے کر آتی ہے اور ہر رات جب دنیا کی فضا پر استوار ہو جاتی ہے تو وہ رات کسی نئی حقیقت سے پردہ اٹھانے کی خوشخبری سناتی ہے۔ ارتقا کا یہ سفر جس طرح زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں جاری وساری ہے اسی طرح سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے میدان میں بھی پوری قوت اور تیز گامی کے ساتھ رواں دواں

ہے بلکہ اس میدان میں سوشل میڈیا کی ٹیکنالوجی کی ترقی دوسرے شعبوں سے زیادہ تیز اور طاقتور ہے۔ جب ہم بچپن میں تھے تو ہم نے دیکھا کہ اس وقت ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ بہت بڑی چیز ہوتی تھی، ہم نے پی ٹی سی ایل اور ٹی ڈی فون کو بڑی حیرت اور عجب نگاہ سے دیکھا لیکن آج کوئی شخص ان ایجادات کو حیرت اور رشک کی نظر سے نہیں دیکھتا اگر ہم یہ چیزیں بچوں کے سامنے رکھ دیں گے تو وہ بھی ان پر ہنس پڑیں گے، چنانچہ پرنٹ میڈیا، الیکٹرانک میڈیا اور اسی طرح ذرائع ابلاغ کے دیگر آلات وذرائع نے اپنے پیغامات اور بڑے بڑے کاموں کی فائلز کو دوسروں تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور آج کے دور میں کام بہت زیادہ آسان کر دیا ہے برق رفتاری سے سارے کام نمٹائے جا رہے ہیں۔ لیکن افسوس کے مسلمان ان تمام مراحل میں مسلسل زوال پذیر ہیں ہم ترقی کے قافلے کا سالار بننے کے لیے ہمارا کوئی بھی فرد اس قافلے میں شامل نہیں ہم نے قافلے کے گرد میں گرد آلود ہونے کو عظیمت سمجھا اس کو بھی بڑی نعمت سمجھا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام میڈیا پر الیکٹرانک ہو یا پرنٹ اور دیگر ذرائع ابلاغ پر غیر مسلم حاوی ہو گئے ہیں اور جدید میڈیا ٹیکنالوجی سے ہماری نظریاتی وملی مفادات، تہذیبی اور ثقافتی اقدار، قومی وقار اور دینی افکار کو اس طرح زخمی کیا گیا شاید توپ اور ٹینک گولوں یہ کام نہ کر سکتے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اتنا نقصان ہمیں ٹینک اور توپ نہیں دے سکیں جس طرح ان کے اس حاوی پن نے ہمیں دیا ہے۔

یہاں 30 سے 40 سال کے درمیان ذرائع ابلاغ اتنے مشہور ہو گئے جنہیں ہم سوشل میڈیا کہتے ہیں اس کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس پر اب تک کسی ریاست کی حکومت کے خاص گروپ کی اجارہ داری نہیں اس میں خاصہ تنوع ہے جس میں واٹس ایپ، یوٹیوب، فیس بک ٹوئٹر، سکائپ وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن اب ان میں بہت ساری نئی چیزیں ایجاد ہوتی جا رہی ہیں۔ یہ ایک بہتا ہوا بڑا اور لمبا دریا ہے جس میں ہیرے اور موتی بھی ڈالے جا سکتے ہیں اور خس وخاشاک بھی اس کا زیور بن سکتے ہیں، اس میں صاف وشفاف پانی بھی ڈالا جا سکتا ہے اور گندا مواد، فضلا اور فاضل مواد بھی۔ اس سے دینی اخلاقی اور تعلیمی نقطہ نظر سے فائدہ مند چیزیں بھی پہنچائی جا سکتی ہیں اور انسانی اخلاقی اقدار کو تباہ کرنے والے مواد بھی۔ دوسری طرف اس کا اثر اتنا وسیع وعریض ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں اس کا اثر اس قدر نفوذ ہے کہ کسی کام میں بھی اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہر گزرنے والا دن اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے اس لیے اگرچہ بہت سے لوگوں نے خلوص اور بہتر جذبے کے ساتھ کئی چیزوں کو روکنے کی کوشش کی لیکن بالآخر ان سرکش موجوں کے سامنے ہتھیار ڈالنا ہی پڑا اس لیے عرض یہ ہے کہ ریاست کو ایسے ٹھوس اقدامات لینے چاہیے جو سوشل میڈیا میں فاضل اور فضل مواد کو کنٹرول کریں ایسے بیراج بنائے جائیں جس میں نیک اور بد مواد کی سکروٹنی کی جائے، نیک مواد کو آگے شیئر کیا جا سکے اور برا مواد جو نظریے کو، عمل کو اور اخلاقی اقدار کو نقصان دے وہ روک دیے جائیں اس سلسلے میں تمام امت کی رہنمائی ریاست کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔

سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ بذات خود اچھائی یا برائی کا معیار نہیں بلکہ اس کا اچھا ہونا یا برا ہونا مکمل طور پر اس کے استعمال پر ہے۔ اس کی مثال یہ دے سکتے ہیں کہ اگر ایک بندہ بازار جا کر ایک چاقو خریدتا ہے حالانکہ یہ ایک مباح کام ہے۔ اس پر کوئی اچھائی یا برائی کا حکم نہیں لگا سکتا بلکہ چاقو کا خریدنا اچھائی یا برائی کا معیار ہے ہی نہیں۔ بلکہ اس کے استعمال پر ہے اگر اس شخص نے یہ چاقو گھریلو استعمال کے لیے خرید لیا ہے تو یہ ایک جائز، مباح اور مستحسن امر ہے اس میں کوئی کراہت نہیں لیکن اگر یہی چاقو کسی کو قتل کرنے کے لیے خریدا ہے تو اس چاقو کا خریدنا نہ صرف برائی ہے بلکہ گناہ کا مقدمہ ہے اور جب یہ گناہ میں استعمال ہو گا تو یہ برائی اور نافرمانی کا آلہ بن جائے گا۔ بالکل اسی طرح سوشل میڈیا بھی ایسا ہی ہے اگر ہم اس کو مثبت اور مفید کاموں کے لیے استعمال کریں گے تو اس کا استعمال جائز اور مستحسن ہو گا اور اس نعمت کی قدردانی ہو گی لیکن اگر ہم اس کا استعمال منفی اور مضر کاموں میں کریں گے تو اس کا استعمال غلط اور وقت کا ضیاع ہو گا۔

7۔دعوتِ دین کو عام کرنا ایک ریاستی فریضہ

ریاست کو سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز پر ہمیشہ یہ تعلیم دینی چاہیے کہ ہم مسلمان ہونے کی حیثیت سے سوشل میڈیا کو دعوت حق اور دعوت دین کے لیے کتنا موثر طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔اگر ہم سیرت الانبیاء کا مطالعہ کریں تو ہمیں یہ معلوم ہو گا کہ انہوں نے دین حق کی دعوت کے لیے ہر زمانے میں مروج سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ سے بھرپور طور پر فائدہ اٹھایا ہے اور مختلف طرق سے اپنی امت کے زیادہ سے زیادہ افراد تک دعوت دین پہنچانے کی کوشش کی ہے۔حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہواؤں کے ذریعے پیغام پہنچانا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطوط کے ذریعے وقت کے بادشاہوں کی طرف دعوت حق کے ساتھ قاصد روانہ کرنا اس کی عمدہ مثالیں ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا ارشاد ہے؛

"اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُؕ-اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ"[11]

(اے محمد!(صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ لوگوں کو بلا اور ان سے مباحثہ اچھے انداز میں کریں بے شک تمہارا رب جو اپنے راستے سے بھٹک گیا ہے کو اچھی طرح جانتا ہے اور اللہ ہدایت پانے والوں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے)

اس آیت میں اللہ کی طرف لوگوں کو بلانے میں بنیادی طور پر دو پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ایک حکمت ہے اور دوسری اچھی طرح نصیحت ہے حکمت یعنی حقائق کا صحیح ادراک، پس حکمت کے ساتھ دعوت دینے سے مراد دعوت کا وہ اسلوب ہوتا ہے جس سے مخاطب پر حقائق آشکارا ہونے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔دعوت الی اللہ کو حکمت سے پر مغز بنانے کے لیے ضروری ہے کہ مخاطب کی ذہنی اور فکری صلاحیت، نفسیاتی حالت، اس کے عقائد اور نظریات اور ماحول وعادات کو مد نظر رکھا جائے۔موقع اور محل اور مقتضائے حال کے مطابق بات کی جائے کہ مخاطب کو کون سی دلیل متاثر کر سکتی ہے اور اس بات پر بھی توجہ ہو کہ ہر بات ہر جگہ نہیں کہی جاتی بلکہ کہیں نہ کہیں کہی جاتی ہے۔

8۔سوشل میڈیا ذریعہ علم وعرفان

ریاست کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لیے اس بات کا اہتمام کرے کہ ہر جگہ علم کا شعور اور آگاہی دے، جہالت کو چاک کرے اور نور کی فضائیں عام کرے کیونکہ یہ اسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر تعلیم و تعلم کو انبیاء علیہم السلام کا فرائض منصبی قرار دیا گیا ہے۔ایک مشہور روایت ہے:

"اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلب العلم فریضه علی کل مسلم"[12]

(علم طلب کرو. چاہے تمہیں چین جانا کیوں نہ پڑے کیونکہ علم کا طلب کرنا اور معرفت کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے)

اگرچہ حدیث کی صحت کے حوالے سے کافی کلام کیا گیا ہے اکثر نے اس حدیث کو ضعیف اور موضوع قرار دیا ہے۔یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے:"اطلبوا العلم ولو بالصین"، یعنی "علم حاصل کرو خواہ اس کے لیے چین جانے کی ضرورت پیش آئے"۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو اپنی کتاب شعب الإيمان میں، اور امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الرحلة میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے واسطے سے مرفوعاً (نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف منسوب کر کے) بیان کیا ہے، اور انہوں نے اس کے اسناد (روایت کی سندیں) بھی ذکر کی ہیں۔لیکن جلیل القدر محدثین نے ان اسناد کو ضعیف (کمزور) قرار دیا ہے۔بلکہ امام ابنِ حبان رحمہ اللہ نے تو اس روایت کو باطل کہا ہے، اور امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسے اپنی کتاب "الموضوعات"[13] میں درج کیا ہے۔

واضح رہے کہ بعض اہلِ علم نے اس روایت کی تائید تاریخی واقعات اور بیرونی دلائل سے کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ اس کی صحت کو ثابت کیا جا سکے، لیکن محدثین کا اصول ہے کہ کسی روایت کی صحت سند (روایت کی زنجیر) سے ثابت ہوتی ہے، لہٰذا اگر سند درست نہ ہو تو محض خارجی قرائن سے روایت صحیح ثابت نہیں ہوتی۔ تاہم بعض علماء نے فضائل کے درجے میں اس حدیث کے بیان کو درست قرار دیا ہے۔(واللہ اعلم)

9۔ نئی نسل کی تربیت کے حوالے سے نوجوانوں میں آگاہی پیدا کرنا

سوشل میڈیا کے مفید استعمال کے بارے میں نئی نسل کی تربیت ہمارے ذمے "من حیث الفرد" اور حکومت کے ذمے "من حیث القوم" واجب ہے اور اس تربیت کا بہترین ذریعہ ہماری اپنی تربیت ہے۔ جیسا کہ ہماری اولاد اور نئی نسل ہماری گفتگو کو کم اور ہمارے عمل کو زیادہ دیکھتی ہے۔ آج لوگ یہ شکوہ کرتے ہیں کہ ہمارا بچہ نماز نہیں پڑھتا، کردار پختہ نہیں، عمل ٹھیک نہیں ہے بڑوں کا ادب نہیں کرتا وغیرہ وغیرہ۔ اس کا ایک سادہ جواب ہے کہ اگر آپ گھر میں مصلی بچھائیں گے، باعمل ہونگے، اعلی اقدار کی پاسداری کریں گے تو بچہ بھی ہو بہو آپ کے نقش قدم پر چلے گا اور باعمل ہو گا تو لازم ہے کہ ہم نے اپنے عمل اور کردار سے اپنی اولاد اور اگلی نسل کو سیدھا کرنا ہے یہی ذمہ داری ریاست کی بھی ہے۔ حکومت ہدایات کو عملی جامہ پہنانے کا لائحہ عمل مرتب کرے۔ خصوصا جب بچے اور نئی نسل نوعمر ہوتے ہیں تو اپنے اسلاف اور حکومت کی بات کو شوق سے سنتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں۔ جس عمر میں اولاد اور نئی نسل ٹھیک ہوتی ہے ہم اس عمر میں بچوں سے بے زار ہوتے ہیں۔ یہی عمر ہوتی ہے جس میں بچوں کو والدین کی آغوش تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور بچے اپنے والدین کی کاپی کرتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کے نزدیک چار سال سے لے کر نو سال تک کا بچہ اور نئی نسل نہایت توجہ کا مستحق ہے۔ ان تین سال چار سالوں میں بچہ والدین کے ساتھ مانوس ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر وہ اپنے ہم عمروں اور باہر معاشرے کے ساتھ مانوس ہو جاتا ہے۔ نو سال کے بعد یہ اپنے دوستوں سے سیکھتا ہے اگر دوست اچھے ہوں تو ان سے متاثر ہو کر یہ بھی اچھا اور صالح بن جاتا ہے اور اگر دوست برے ہوں تو یہ بھی برا اور بد کردار بن جاتا ہے۔ اس دور میں ہم پھر گلا کرتے ہیں کہ ہماری اولاد یعنی اگلی نسل ہماری سنتی نہیں ہے۔ اب وہ اولاد اور والدین کا ہم عمر تو ہے نہیں باہر گھومنا پھرنا اس کی عادت بن چکی ہوتی ہے۔ اس لیے تو ریاست کی باضابطہ ذمہ داریوں میں ایک ذمہ داری ہے کہ قوم کی تربیت کے لیے ایسے اقدامات کرے جو زیادہ سے زیادہ اصلاح پر مشتمل ہو۔ لیکن ہمیں پھر بھی اپنی اولاد سے غافل نہیں ہونا چاہیے اس کے ہر عمل پر توجہ دینی چاہیے۔ کہ ہمارے بچے اچھے لوگوں اور نیک ہم عمروں کی صحبت اختیار کریں تا کہ مستقبل میں نہ ہمیں اور نہ انہیں کوئی تکلیف ہو۔ ہم عمر کی صحبت کے حوالے سے حدیث رسولؐ میں ہدایت کی گئی ہے کہ،

عنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ[14]".

(حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی دوست کے دین پر ہوتا ہے پس تم میں سے ہر ایک شخص تلاش کرے کہ وہ کس کو دوست بنا رہا ہے)

حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ بچوں کی 15 سال سے 20 سال تک کی عمر انتہائی قابل توجہ ہے۔ اس عمر میں ہی نظریات بنتے ہیں اور خیالات کو بھرتے ہیں۔ جس نے اس عمر کو سنبھال لیا اس نے اب اپنی زندگی سنبھال لی۔ افراد اگر اس عمر میں بگڑ جائیں گے تو سب کچھ بگڑ جائے گا۔ اور اس دور پر سب سے زیادہ جو چیز ہماری نسل کو بگاڑ رہی ہے وہ سوشل میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا ہے اور رہی سہی کسر اس موبائل نے پوری کر دی ہے جو آج کل ہمارے بچوں کی زندگی کا لازمی جزو بن گیا ہے۔ والدین کو 15 سے 20 سال کی عمر کے بچوں کو موبائل استعمال کرتے وقت نگرانی کرنی چاہیے تا کہ وہ سوشل میڈیا پر ہر قسم کے غیر اخلاقی مواد سے دور رہیں۔ ریاست ایسے احکامات پاس کرے جس میں اولاد کے لیے اور اگلی نسل کے لیے موبائل کے استعمال کی قوانین ہو۔ ورنہ اگر اس وقت بچے بگڑ گئے تو پھر اس کا ازالہ ناممکن ہے۔

اس وقت ہمارے معاشرے کو جو چیز کھوکھلا کر رہی ہے۔وہ یہی سوشل میڈیا ہے۔گذشتہ دنوں ایک ہندوستانی اخبار میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق کہ انڈیا میں اکثر نوجوانوں کی بربادی و نظریات کی تبدیلی،ملک اور قوم کے ساتھ غداری صرف اور صرف اس سوشل میڈیا کی وجہ سے ہے۔پاکستان میں اگرچہ اب بھی نئی نسل میں تھوڑا بہت شرم اور احساس موجود ہے لیکن اگر ہم نے بھی سوشل میڈیا کے بے جا استعمال کا سدباب نہ کیا تو مستقبل میں ہمیں بھی انہیں مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا اور سوشل میڈیا کی مغربی یلغار ہماری مشرقی روایات اور اقدار کو کھوکھلا کر دے گی۔ نتیجتاً نوجوان نسل اپنے اسلاف کی اقدار کو بھلا کر مغربی میڈیا کے ہمنوا اور اس کی آواز بن جائیں گے اور حقیقتاً آج ایسا ہی ہے ۔لہٰذا حکومت اور ریاست کی طرف سے متعین حدود و قیود کو پیش نظر رکھتے ہوئے والدین اپنی اولاد کی ممکن حد تک بہتر اخلاقی تربیت کریں تاکہ اگلی نسل کو سوشل میڈیا کے سیلاب کی تباہی اور بربادی سے بچایا جاسکے۔

10۔ریاستی اداروں کا براہ راست تعلیم و تربیت میں کردار ادا کرنا

ریاست ماں کی طرح ہوتی ہے اور ماں کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ اپنی اولاد کی اچھی طرح تربیت کرے مفید اور مضر چیزوں سے خبردار رکھے۔رعایا اولاد کی مانند ہے رعایا میں نوجوان نسل کو ان چیزوں سے بچانا جو مضر ہوں ان چیزوں سے خبردار کرنا جو مستقبل کی بربادی کا باعث ہوں۔یہ حقیقت ہے کہ سوشل میڈیا کے فائدے بھی ہیں اور نقصانات بھی۔ان فوائد اور نقصانات میں انسانی صحت اولین چیز ہے۔ 2023 میں ایک امریکن ڈاکٹر نے سوشل میڈیا،بچوں اور نوجوانوں کی ذہنی و جسمانی صحت پر ایک نصیحت جاری کی ہے جس میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ دنیا میں تقریباً ہر نوجوان سوشل میڈیا استعمال کرتا ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے پاس رزلٹ اخذ کرنے کے لیے ثبوت کافی نہیں کہ کیا سوشل میڈیا کا استعمال ان کے لیے محفوظ ہے۔ہمارے نوجوان کئی سالوں پر محیط تجربے میں انجانے میں شریک ہو گئے ہیں۔سوشل میڈیا کا استعمال نوجوانوں کی ذہنی صحت کے لیے خصوصی طور پر مضر ہے ایک سٹڈی میں معلوم ہوا کہ مختلف کالج کیمپسز میں فیس بک کا آغاز ڈپریشن میں اضافے اور یہاں تک کہ دماغی صحت کے ہسپتالوں میں داخل ہونے سے بھی منسلک تھا۔بچوں کو اور نوجوانوں کو اس بات کی تعلیم دی جانی چاہیے اور اس کے لیے خصوصی کلاسز ہونی چاہیے کہ سوشل میڈیا کا زیادہ استعمال ان کو درج ذیل نقصانات پہنچا سکتا ہے۔[15]

الف۔ منفی سماجی موازنہ

سوشل میڈیا کے استعمال سے بچوں اور نوجوانوں کو اس خوف کی نئی سطحوں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جو مہان یا جو لمحات پر لطف ہوں یا مفید ہوں ایسا نہ ہو کہ ہم اس سے رہ جائیں۔نیز باڈی شیمنگ اور دیگر مواد فراہم کرنا انہیں منفی طور پر محسوس کرواسکتا ہے۔

ب۔ صحت مند سرگرمیوں سے علیحدگی

نوجوانوں کی صحت سوشل میڈیا کے ذریعے بہت متاثر ہو رہی ہے۔سماجی طور پر اور معاشرتی طور پر وہ تنہائی پسند ہو جاتے ہیں،ملنے جلنے اور باہمی اختلاط سے نفرت ہو جاتی ہے۔وہ غیر نصابی سرگرمیوں سے بے خبر ہوتا ہے جبکہ اچھی جسمانی و دماغی صحت کے لیے سکول کونسلنگ ،ورزش،کھیل اور دیگر نصابی و غیر نصابی سرگرمیاں زندگی کا جزو لاینفک ہیں۔

ج۔ نیند میں خلل

سوتے وقت سوشل میڈیا کا استعمال بچوں کی نیند کا قاتل ہے۔بچے اس کے استعمال میں اتنے منہمک ہو جاتے ہیں کہ انہیں کسی چیز کا احساس ہی نہیں ہوتا۔رات کے آخری پہر فطری طور پر ان کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔نیند پوری نہیں ہوتی۔آنکھوں اور سر میں درد کا بہانہ بنا کر دیر تک سوتے رہتے ہیں اور اگلا دن بھی متاثر ہو جاتا ہے کیونکہ سارا دن انہیں نیند کا احساس ہوتا رہتا ہے جو خرابی صحت کی علامت ہے۔

د۔ بہت زیادہ تناؤ اور ناامیدی

نوجوان جب سوشل میڈیا استعمال کرتے ہیں تو ان کے سامنے خوف زدہ کرنے والی خبریں مبہم اور لایعنی کہانیاں اور دیگر مواد سامنے آتا ہے جس سے وہ تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں ہر کام میں منفی سوچ کا پہلو نکالتے ہیں۔ تعمیری صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں اور تخریبی کاروایاں جنم لیتی ہیں ۔اپنے ہی کاموں میں شک کرتے ہیں ان کی گفتگو میں مایوسی کا پہلو نمایاں نظر آتا ہے یہ ساری صورتحال انہیں مغلوب کرتی ہے۔

س۔ خطرناک مواد کا سامنا

بعض اوقات سوشل میڈیا کے ذریعے نوجوانوں کو ایسے مواد کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو انہیں نقصان پہنچانے اور دیگر خطرناک سرگرمیوں میں ملوث ہونے پر اکساتا ہے۔ ایسے مواد کے ذریعے وہ ذہنی طور پر مفلوج ہو جاتے ہیں، اپنے پرائے، اچھے برے اور نفع ونقصان کو بالائے طاق رکھ کر وہ من کی موجوں میں بہہ جاتے ہیں اور ناقابل تلافی نقصان کر بیٹھتے ہیں ۔ جس سے پوراخاندان پریشان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ سوشل میڈیا دوستی، ذاتی معلومات کی شیئرنگ، بغیر تصدیق کے بنک اکاونٹ کی فراہمی اور جنسی مواد وغیرہ۔

ش۔ آن لائن ہراساں کرنا اور سائبر بلنگ

نوجوان نسل جب ہر وقت سوشل میڈیا کے ذریعے آن لائن نظر آتے ہیں اور ہر ریل، ویڈیو اور پوسٹ کو لائک اور شیئر کرتے ہیں تو انجانے اور جلدی میں وہ بعض خطرناک لنکس پر کلک کر دیتے ہیں جس سے میڈیا ہزنوں کو ان کے پرسنل موبائل ڈیٹا (ذاتی وفیملی تصویری البم)، ذاتی کاروباری معلومات اور اکاونٹس تک رسائی ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں وہ وقتاً فوقتاً ہراساں کرکے اپنے ہمہ قسمی مطالبات منواتے رہتے ہیں اورنئے طریقوں سے پریشان کرتے اور مال و دولت ہتھیاتے رہتے ہیں جس سے نوجوان نسل کی زندگی نہ صرف اجیرن ہو جاتی ہے بلکہ ان دھمکی آمیز، نقصان دہ پیغامات کی وجہ سے خودکشی کا خطرہ بھی بڑھ جاتا ہے۔

11۔ سوشل میڈیا کو درس عبرت کے طور پر نوجوانوں کے سامنے پیش کرنا

سوشل میڈیا کے استعمال کے دوران مختلف نظاروں پر مبنی ویڈیوز سامنے آتی ہیں جو انسانی دماغ پر اثرات مرتب کرتی ہیں۔ بعض قدرتی مناظر ایسے دلکش ہوتے ہیں کہ انسان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور بعض مناظر کو دیکھ کر خوف کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور انسان توبہ تائب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسی زمرے میں ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ سوشل میڈیا کے ذریعے اللہ کی بیان کردہ نشانیوں اور گذشتہ قوموں کے احوال و آثار پر مبنی ڈاکومنٹری ویڈیوز دکھائے تاکہ پوری قوم بیدار ہو اور ان سے درس عبرت حاصل کرے۔ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر ارض وسماوات کی سیر اور اس میں غور وفکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

”اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕكَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَاۤ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ “[16]

(پس کیا انہوں نے ملک میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا کیا انجام ہوا، وہ لوگ ان سے زیادہ تھے اور قوت اور نشانوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے پس ان کے نہ کام آیا جو کچھ وہ کماتے تھے)

قران مجید میں چلنے پھرنے، سیر وسیاحت کرنے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی نشانیوں میں غور وفکر اور حالات وواقعات سے درس عبرت لینے کی خصوصی تاکید آئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ “[17]

(پھر دیکھو ان کے داؤ کا کیا انجام ہوا کہ ہم نے انہیں اور ان کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا)

آج کل انٹرنیٹ کی دنیا کو (جس میں سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ شامل ہیں) مجازی دنیا کہتے ہیں یہ بھی عبرت لینے کا ایک بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہے آج دنیا میں کوئی بھی حادثہ پیش آئے تو اس ملک کی باشندوں سے بھی پہلے دوسرے ممالک کی موجود افراد کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ اس تعلیم عبرت میں سوشل میڈیا کا بہت بڑا کردار ہے۔ ریاست اپنی رعایا اور محکومین کی تعلیم و تربیت کے لیے اتنا انتظام ضرور کرے کہ سوشل میڈیا کی وساطت سے اب پوری دنیا ان کے قریب آچکی ہے۔ تصاویر اور ویڈیوز کی شکل میں پوری دنیا کو دیکھنا انتہائی آسان ہو گیا ہے۔ انسان ان تاریخی مقامات کے بارے میں فکر و تدبر کر کے درس عبرت حاصل کر سکتا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ روزانہ ہمیں کسی حادثہ کی خبر یا لڑائی جھگڑے کے واقعات سوشل میڈیا کے توسط سے فوراً پتہ چل جاتے ہیں۔ ان واقعات سے اہل علم، اہل ذوق اور اہل اعتبار اپنے لیے عبرت حاصل کرتے ہیں اور جو لوگ غافل ہوتے ہیں وہ اس پر ہنسی مذاق کے ساتھ بغیر کسی توجہ کے گزر جاتے ہیں۔

12۔ سوشل میڈیا اور صلہ رحمی کی تعلیم و تربیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دور میں غریب اور فقیر کو تلاش کرنے کے لیے مروجہ ذرائع ابلاغ اپنائے جاتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ریاستی سربراہ اور حضرات خلفائے راشدین المہدیین بحیثیت خلفاء راتوں کو گلیوں میں چکر لگاتے تھے تاکہ بے سہارا اور غریب لوگوں کا پتہ چلے۔ آج کل سوشل میڈیا کے ذریعے اس کا اچھی طرح پتہ چل سکتا ہے۔ گھر بیٹھ کر غریبوں، مسکینوں، فقراء، یتیموں اور مظلوموں کی ویڈیوز سامنے آتی ہیں اور مختصر تصدیق کے بعد ان کی مدد کی جا سکتی ہے۔ اس طرح انسان میڈیا پلیٹ فارمز کو استعمال کر کے دنیا کے کسی کونے میں موجود مستحق افراد کی مدد کر سکتا ہے۔

لہٰذا ایک ریاست کی ذمہ داری ہے کہ پوری قوم کو اس بات کی تعلیم دے کہ اگر کہیں پر بھی ایسے لوگ نظر آئیں تو حکومت کو بھی خبر دیں اور خود بھی ان کی مدد کریں۔ کیونکہ قرآن مجید میں صالح افراد کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

"وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ"[18]

(اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کے ملانے کو اللہ نے فرمایا ہے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں)

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ یہ لوگ نیک ہیں اس لیے کہ یہ رشتہ داری اور اللہ سے کئے ہوئے وعدے بھی نبھاتے ہیں۔ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کہ میں اپنی امت کے حاضر اور غائب اور جو قیامت تک آنے والے مردوں کے پیٹ میں ہیں عورتوں کے رحم میں موجود ہیں ان سب کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک کریں ان سے اچھے تعلقات قائم رکھیں وہ اس سے ایک سال کی مسافت ہی کیوں دور نہ ہوں۔ کیونکہ رشتہ داری نبھانا اور صلہ رحمی کرنا دین کا ایک جزء ہے"[19]۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اچھے اخلاق پر جس قدر زور دیا گیا ہے اور خصوصاً صلہ رحمی پر شائد ہی کوئی دوسری ایسی صفت ہو۔ رشتہ داری نبھانے کو انبیاء اور نیک لوگوں کی عادات میں شمار کیا گیا ہے۔ آج کل ریاست سوشل میڈیا کی توسط سے ایک مزین صفت کی تعلیم دے سکتی ہے۔ گھر سے دور افراد مختلف ممالک سے آپس میں مختلف پلیٹ فارمز کے ذریعے بات کر لیتے ہیں۔ اپنے والدین عزیز و اقربا سے بات چیت کر لیتے ہیں۔ ان کے حالات باسانی پوچھ سکتے ہیں۔ جس سے آپس میں قربت اور محبت کا اضافہ ہوتا ہے۔ خاص طور پر ماؤں کے لیے اپنی اولاد کی دوری برداشت نہیں ہوتی۔ اب باہر سے بھی ویڈیو کال کر کے ماں سے بات چیت کر لیتے ہیں جن سے ان کو بھی بہت زیادہ خوشی ملتی ہے اور

بچوں سے دوری کا احساس ختم ہو جاتا ہے اس طرح سوشل میڈیا کے توسط سے دور دراز ممالک میں موجود رشتہ دار بآسانی ایک دوسرے سے جڑے رہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ عصر حاضر میں سوشل میڈیا نے ہزاروں کلومیٹرز کا فاصلہ ہونے کے باوجود آپس میں دوری کے احساس کو ختم کر دیا ہے۔

خلاصہ ونتائج

سوشل میڈیا کے مفید استعمال کی تعلیم وتربیت میں ریاستی ذمہ داریوں کا قرآن وسنت کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جدید دور میں سوشل میڈیا کا استعمال نہ صرف درست ہے بلکہ اس کی ضرورت بھی ہے البتہ سوشل میڈیا کے صحیح استعمال کی اشد ضرورت ہے تا کہ مسلمان نوجوان اس سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کر سکیں اور اس کو دین اسلام کی ترویج واشاعت کے ساتھ تعلیم وتربیت کے حوالے سے مؤثر بنا سکیں۔ موضوع سے متعلق تحقیقی مطالعہ کے بعد درج ذیل نتائج سامنے آئے ہیں:

1- سوشل میڈیا دراصل اچھا یا برا پلیٹ فارم نہیں ہے بلکہ یہ استعمال کرنے والوں پر منحصر ہے کہ وہ اس کو کس طرح استعمال کرتے ہیں۔

2- سوشل میڈیا کے استعمال کے مثبت اور منفی دونوں پہلو موجود ہیں۔

3- سوشل میڈیا اور ذرائع ابلاغ کا استعمال دور حاضر کی ضرورت اور تقاضا ہے مگر اس سے اسلامی اصولوں اور مہذب آئیڈیا کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے استعمال کرنا اس سے دنیاوی اور اخروی فوز وفلاح بھی ممکن ہو سکتی ہے۔

4- سوشل میڈیا پر تعلیمی اور تربیتی پروگرامز اور فورم میں شرکت کرنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحسن بھی ہے۔

5- اسلام کی طرف دعوت دینا اور امت کو راغب کرنے کے لیے ذرائع ابلاغ خصوصا سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال وقت کی اہم ضرورت ہے۔ جو ریاست کی بنیادی ذمہ داری بھی ہے۔

6- سوشل میڈیا کا بے جا اور حد سے زیادہ استعمال طلباء کی تعلیمی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنتا ہے اس حوالے سے آگاہی فراہم کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔

7- ایک اسلامی فلاحی ریاست کی بنیادی ذمہ داری میں سے ہے کہ وہ اپنی عوام کو یہ چار بنیادی سہولیات فراہم کرے: طعام۔ رہائش۔ علاج معالجہ۔ تعلیم وتربیت

8- ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ سوشل میڈیا کے ذریعے سے تعلیم وتربیت میں رکاوٹ بننے والے منتشر عناصر کی بیخ کنی کے لیے مناسب اقدامات کرے۔

9- ریاست کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ تعلیمی اداروں میں سوشل میڈیا کے استعمال کے حوالے سے تربیتی پروگرامز کے انعقاد کو یقینی بنائے تاکہ نوجوان طبقہ سوشل میڈیا کو تعلیم وتربیت کے حوالے سے استعمال کرنے پر قادر ہو سکے۔

10- سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر کہیں بھی بداخلاقی دیکھنے اور موجود ہونے کی صورت میں اس کے روک تھام کے لئے فی الفور اقدامات اٹھائے، تاکہ نوجوان طبقہ جہاں بھی ہوں اس ناسور سے بچ سکیں۔

11- ریاست کو سوشل میڈیا کے پلیٹ فارمز پر ہمیشہ یہ تعلیم دینی چاہیے کہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے سوشل میڈیا کو دعوت حق اور دعوت دین کے لیے کتنا موثر طور پر استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

12- ریاست کی ذمہ داریوں میں سے ایک موجودہ اور آئندہ نسلوں میں شعور اور آگاہی پیدا کرنا، جہالت کو دور کرنا اور نور کی فضائیں عام کرنے کا اہتمام کرنا ہے۔

13-سوشل میڈیا کی مفید استعمال کے بارے میں نئی نسل کی تربیت ہمارے ذمے من حیث الفرد اور حکومت کے ذمے من حیث القوم واجب ہے اور اس تربیت کا بہترین ذریعہ ہماری اپنی تربیت ہے۔

14-ریاست اور رعایا کا باہمی تعلق ماں اور اولاد کی مانند ہوتا ہے جیسے ریاست بمثل ماں اپنی اولاد کی اچھی طرح تربیت کرتی ہے مفید اور مضر چیزوں سے خبر دار رکھتی ہے۔اسی طرح رعایا بمثل اولاد کی مانند ہے رعایا میں نوجوان نسل کو ان چیزوں سے بچانا جو مضر ہوں ان چیزوں سے خبر دار کرنا جو مستقبل کی برباد کرنے کے باعث ہوں۔

15-سوشل میڈیا کو درس عبرت کے طور پر نوجوانوں کے سامنے پیش کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔

مصادر و مراجع

[1] ۔ معنی الحدیث ان الخیر فی اوسط امورھا: البیھقی المجلد: 3 الصفحة 273 و کذا ماعال من اقتصد ، مسند امام احمد بن حنبل ج: 4، ص: 198 حدیث نمبر: 4269 دار الحدیث القاھرۃ(ترجمہ:میانہ روی اختیارکرنےوالامحتاج نہیں ہوتا

[2] ۔ سورۃالمائدہ،5:33 ”اللہ کی زمین پر فتنہ وفساد پھیلانے والے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے دشمن ہیں گویا ایسے فسادی لوگ مخلوق سے ہی نہیں بلکہ خالق کائنات اور نبی اکرمؐ سے بھی برسرِ پیکار جنگ ہوتے ہیں۔بدامنی،فتنہ فساد پھیلانے والوں کیلئے دنیا میں بھی سزا رکھی گئی ہے اور آخرت میں بھی ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا“ہمارے لئے قرآنی تعلیمات اور حضور پاکؐ کے ارشادات منارۂ نور اور مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں

[3] ۔ قال النبی ﷺ : کفی بالمرئ کذبا ان یحدث بکل ما سمع: مسلم شریف حدیث نمبر 07

[4] ۔"عن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الصدق يهدى إلى البر، وإن البر يهدي إلى الجنة، وإن الرجل ليصدق حتى يكتب صديقاً، وإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار، وإن الرجل ليكذب حتى يكتب كذاباً). "١۶-٣٧۵، رقم الحديث :۶۵٨، ط: دارالمعرفه بيروت لبنان ١۴٢٣ھ

[5] ۔ مزید تفصیل کے لئے سورۃالنور کی تفسیر دیکھئے۔

[6] ۔ الجامع الصحیح للامام البخاری : رقم الحدیث : 3759 و لفظه : قال: قال عبد الله بن عمرو، إن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن فاحشا ولا متفحشا، وقال:" إن من احبكم إلي احسنكم اخلاقا : تم الحديث

[7] ۔ سورۃالمؤمن،40:19

[8] ۔ امام مسلم،الجامع الصحیح،باب فی الادعیۃ،حدیث رقم،6904۔

[9] ۔ امام ترمذی،السنن،کتاب الزھد،حدیث رقم،2317۔

[10] ۔ سورۃیٰس،36:12

[11] ۔ سورۃالنحل،16:125

[12] ۔ابن عبدالبر،جامع بیان العلم،7/1-8۔

[13] ۔ابن الجوزی،الموضوعات،1/215۔

[14] ۔ ابوداؤد،سلیمان بن اشعث،السنن،کتاب الادب،حدیث رقم،4833۔

[15] . pdf.advisory-media-social-health-mental-youth-sg/files/default/sites/gov.hhs.www://https

[16] ۔ سورة المومن 40 : 82

[17] ۔ سورة النمل، 27: 51

[18] ۔ سورة الرعد، 13 : 21

[19] ۔ الطبرسي: علي بن حسن: مشارق الانوار في غرر للاخبار ج 1 حديث دار 367749 دار الثقلين : 1422 هج